شریعت کے نفاذ کی جب بھی بات آتی ہے تو غیر مسلم اور خصوصیت سے عیسائی--- مقامی اور بین الاقوامی دونوں--- اس فکر میں لگ جاتے ہیں کہ شریعت کے نفاذ کو کس طرح روکا جائے۔ شریعت کے نفاذ کی مخالفت ان کا عقیدہ بن گیا ہے۔ انڈونیشیا' ملائیشیا' پاکستان' سوڈان' مصراور اسی طرح کے دوسرے مسلم ممالک میں اس بات کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ حالانکہ عیسائی "خدا کی حکومت آئے" کا مشن لیے تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں مگر جب مسلمان خدا کی حکومت یعنی شریعت کے نفاذ کی کوشش کرتے ہیں تو یہی حضرات اس کی سخت ترین مخالفت کرتے ہیں حتیٰ کہ فتنہ وفساد برپا کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔

شریعت پر اعتراض ہے کہ ہاتھ قلم کر دیے جاتے ہیں' کوڑے لگائے جاتے ہیں' سزائے موت دے دی جاتی ہے۔ نائیجیریا میں اس حوالے سے عیسائیوں اور اسلام مخالف لوگوں کی ذہنیت پر غور کیجیے۔ نائیجیریا میں ایک ایسا وقت گزرا ہے جب کہ ڈاکہ زنی اور لوٹ مار عام ہو گئی تھی' لوگوں کو دن دھاڑے نہ صرف لوٹ لیا جاتا بلکہ قتل کر دیا جاتا۔ اس وقت مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا کہ چوروں اور ڈاکوؤں کو سرعام گولی مار دی جائے اور ہوا بھی یونہی۔ ہر ہفتے لاگوس کے ساحل پر ۵' ۶ افراد کو سرعام ہزاروں افراد کے سامنے گولی مار دی جاتی۔ ان مجرموں میں زیادہ تر عیسائی یا لامذہب ہوتے۔ لیکن کسی عیسائی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ اگر یہی سزائیں شریعت کے قانون کے تحت دی جاتیں تو پورے نائیجیریا میں کہرام مچ جاتا۔

صورت حال پر عارضی طور پر اس طرح قابو پانے کی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت کے نفاذ کو' جیسا کچھ بھی ہونا تھا' معطل کر دیا گیا ہے۔ ان قوانین کے نفاذ سے عیسائیوں کو مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے' پھر بھی مسلمان اپنے اکثریتی علاقوں میں اپنی مرضی سے شریعت کا نفاذ نہیں کر پا رہے ہیں۔ عالمی ادارے مقامی عیسائیوں کو استعمال کر کے فسادات برپا کروا دیتے ہیں اور امن و امان کا مسئلہ بنا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

مصر میں حقوق و انصاف کا حشر

محمد ظہیرالدین بھٹی

مصر میں گذشتہ دنوں اخوان المسلمون کے جو رہنما گرفتار کیے گئے تھے' ان کے مقدمات فوجی عدالتوں میں جاری ہیں۔ برطانیہ میں قائم مصری ایکشن گروپ نے یہ اہتمام کیا کہ ایک چار رکنی وفد نے مصر کا دورہ کر کے کارروائی دیکھی۔ اس وفد کے ارکان یہ تھے: ۱۔ محترمہ جسٹس الزبتھ لوسون' جسٹس ہائی کورٹ' نمایندہ حقوق انسانی و عدالتی انصاف' ۲۔ داؤد بید کوک' صدر برطانوی اسلامی پارٹی' ۳۔ محی الدین ایڈوکیٹ'

سربراہ بین الاقوامی انصاف کمیٹی، ۴۔ کیتھ بال مارٹن، رکن کمیٹی تحفظ حقوق انسانی، رکن کلیساے انگلستان، رکن سوسائٹی انسداد سود۔ اس وفد نے دورہ مصر سے واپسی کے بعد، ۹ فروری کو ایک کانفرنس میں اپنے تاثرات و مشاہدات پیش کیے۔

کانفرنس کی صدارت لارڈ نذیر احمد نے کی۔ آپ بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کے مسائل میں دل چسپی لیتے ہیں اور دارلامرا کی حقوق انسانی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ کانفرنس سے برطانوی عدالتی مشاورتی کونسل کے رکن جان پلاٹس میلز نے خطاب کیا۔ یہ ۹۶-۱۹۹۵ء میں، مصر میں اخوان المسلمون کے خلاف چلائے جانے والے مقدمات کا جائزہ لے چکے ہیں۔ مصری ایکشن گروپ کا قیام ۱۹۹۵ء میں بین الاقوامی عدالتی تنظیم کے اشتراک سے اس وقت عمل میں آیا، جب مصری حکام نے ایمرجنسی قوانین کا نفاذ کیا اور اپنے مخالف سیاست دانوں کے خلاف فوجی عدالتیں قائم کیں۔

لارڈ نذیر احمد نے کہا کہ مصر تاریخی لحاظ سے نمایاں مقام رکھتا ہے مگر اب مصری قوم آزادی اظہار اور سیاسی حقوق کے استعمال سے محروم ہے۔ محترمہ جسٹس الزبتھ نے بتایا کہ مصر جانے سے پہلے میں سوچتی تھی کہ یہ ملزم، امن و سلامتی اور معاشرے کے لیے کتنے خطرناک ہوں گے مگر قاہرہ پہنچنے کے اگلے ہی روز کمرہ عدالت میں ملزموں، ان کے بچوں اور اہل خانہ کو دیکھ کر، میرے سب وسوسے اور اندیشے غلط ثابت ہوئے۔ فوجی عدالت، قاہرہ سے ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر صحرا میں ایک فوجی کیمپ میں قائم ہے۔ یہ مسافت وکلا، ملاقاتیوں اور عدالت کی کارروائی کا مشاہدہ کرنے والوں کو تھکا دینے کے لیے کافی ہے۔ شناخت کے لیے پہلے ایک لمبی قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ یہاں پر بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے، ہمارے وفد کو بھی، اس بھیڑ میں کھڑا ہونا پڑا۔ طویل مسافت، مسلح فوجیوں کی بھاری نفری اور ایک لمبی قطار میں کھڑا ہونا، ملزموں اور ان کے اعزہ کو ہراساں و مرعوب کر دیتا ہے۔ یہ سارا عمل بذات خود ملزم کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ کمرہ عدالت اپنی گنجایش کے لحاظ سے ملزموں اور ان کے وکلا کی اتنی بڑی تعداد کے لیے ناکافی ہے۔ بیٹھنے کے لیے چند بوسیدہ بینچ ہیں۔ حاضرین کی ایک بڑی تعداد، کھڑی رہتی ہے۔ احاطۂ عدالت کے اردگرد کسی قسم کی سہولیات میسر نہیں۔ ملزموں کو لوہے کے پنجروں میں، جن میں لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہیں، رکھا جاتا ہے۔ سلاخوں کے درمیان، مچھلی پکڑنے کے جال سے بھی زیادہ باریک جال لگا ہے۔ ہر پنجرے میں تین ملزم بند ہیں۔ اس قسم کے پنجرے صرف چڑیا گھروں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ملزموں کے تعلیمی کوائف حیران کن ہیں۔ انھوں نے امریکہ اور یورپ کی یونی ورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم کی ڈگریاں لی ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو لوہے کے پنجروں میں بند کرنا، شرف انسانیت کی توہین ہے۔

ان معزز حضرات پر، قرآن کریم اور نماز کی تعلیم دینے اور ٹریڈ یونینوں کے انتخابات میں شرکت کے

لیے تیاری کرنے کے بھونڈے الزامات لگائے گئے ہیں۔ ان الزامات پر کسی عام عدالت میں بھی مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا کجا کہ ایک فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ الزامات کے ثبوت میں' کمرۂ عدالت میں' کتابیں' قرآن شریف کے نسخے' بچوں کو نماز کی تعلیم دینے اور بڑوں کو درس دینے کی آڈیو ویڈیو کیسٹ پیش کی گئی تھیں۔ فوجی عدالت کے جج بھی ان مقدمات کی سماعت پر خوش نہیں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ احکام پہلے سے تیار ہیں۔ عدالتی کارروائی محض ایک ڈھونگ ہے۔ اندیشہ ہے کہ ملزمان اپنے ناکردہ جرائم کی طویل سزا پائیں گے۔ فوجی عدالتیں' انصاف کے ادنیٰ تقاضوں کو بھی ملحوظ نہیں رکھتیں۔

محی الدین ایڈووکیٹ نے کہا کہ قومی اسمبلی یا ٹریڈ یونین کے انتخابات میں شرکت' یا ان میں امیدوار بننے کی منصوبہ بندی کرنا' مصری دستور کی رو سے کوئی جرم نہیں ہے البتہ ایسے لوگوں کو جیلوں میں ڈالنا' ایمرجنسی اور فوجی قانون کا ۲۰ برس سے نافذ چلے آنا جرم و زیادتی ہے۔ مصری حکام بیرونی ممالک کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ مصر ایک پُرامن ملک ہے تاکہ غیر ملکی سیاحت اور سرمایہ کاری کریں۔ دوسری طرف انھوں نے سیاسی مخالفین اور معتدل مزاج اسلامی جماعتوں کو کچلنے کے لیے ایمرجنسی اور فوجی قانون نافذ کر رکھا ہے۔ اگر مصر واقعی--- ان کے بقول--- ایک پُرامن ملک ہے تو پھر اس میں ایمرجنسی اور فوجی عدالتوں کی کیا ضرورت ہے؟ سیکورٹی فورسز کو من مانی کارروائیوں کے لیے کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ بے شمار سیاسی مخالفین کو قیدوبند میں رکھا گیا ہے۔ گذشتہ ۱۰ برسوں میں فوجی عدالتوں نے ۱۱۶ ملزموں کو دہشت گردی اور اسلحہ رکھنے کے الزام میں سزائے موت سنائی ہے۔ ان میں ۹۶ کو سزائے موت دی جا چکی ہے' باقی ماندہ ملک سے باہر ہیں۔ اخوان المسلمون دہشت گرد نہیں' وہ حقیقی جمہوری نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حکمران ٹولہ' صحافیوں اور اخوان کو ایمرجنسی قوانین کے تحت گرفتار کرتا ہے۔ چھ ماہ کی گرفتاری کے دوران' انھیں سخت اذیت دی جاتی ہے' ان پر بے پناہ جسمانی تشدد کیا جاتا ہے' پھر مقدمہ چلائے یا الزامات لگائے بغیر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کئی حضرات اذیت و تشدد کے عمل کے دوران ہی جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ عبدالحارث مدنی ایڈووکیٹ کے ساتھ یہی ہوا۔ ۳۵ برس کی عمر کا یہ شخص' جماعت اسلامیہ کے گرفتار ارکان کا وکیل تھا۔ اسے دفتر سے پکڑ کر' اتنا زیادہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ وہ جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ فوجی عدالتوں میں' ٹریڈ یونینوں کے گرفتار عہدے داروں کا دفاع کرنے والی کمیٹی کے سربراہ کو' مقدمہ کی کارروائی میں شرکت سے باز رکھنے کے لیے' اس کی کار کو ٹکر مار دی گئی۔ اس ناانصافی اور ظلم کے نتیجے میں' کسی بھی لمحے مصر میں' دھماکا خیز صورت حال جنم لے سکتی ہے۔

داؤد بید کوک نے بتایا کہ وہ کمرۂ عدالت میں' جمال عبدالناصر کے دور میں' سیکورٹی فورس کے ایک سربراہ سے ملے' جنھیں ان کے عہدے سے محض اس لیے برطرف کر دیا گیا تھا کہ انھوں نے گرفتار شدگان

کے خلاف، غیر انسانی طریقے اختیار کرنے پر اعتراض کیا تھا۔ یہ صاحب اب وکالت کرتے ہیں۔ ان کو مظلوموں کی حمایت سے روکنے کے لیے ان کے بھائی کی کار کا حادثہ کر دیا گیا۔ جمال عبدالناصر کے جانشین ظلم و ستم میں اپنے پیش رو سے بازی لے گئے ہیں۔

کینتھ بال مارٹن نے مصری قوم کے صبرواستقلال کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر مصری حکمران، اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں تو عام شہریوں کے ساتھ ان کا طرز عمل کیا ہو گا، ریاستی دہشت گردی کی موجودگی میں، مصری شہری کیسے پر سکون زندگی گزار سکتے ہیں، وہ کیسے اپنی صلاحیتوں کو کام میں لا سکتے ہیں؟ ملک کی ترقی کے لیے امن و سلامتی ناگزیر ہے، وسائل و ذرائع سے مالا مال مصر، کب تک دوسروں کا مقروض رہے گا؟ وہ ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مصر اپنی عظمت رفتہ اور شوکت گذشتہ کو صرف اسی صورت میں پا سکتا ہے جب وہاں انسان کا احترام ہو، عدل و انصاف کا دور دورہ ہو، فوجی عدالتوں اور ایمرجنسی کا خاتمہ ہو۔

برطانیہ میں مقیم ایک زیر تعلیم نوجوان نے اٹھ کر کہا کہ جو کچھ مصر میں، اسلامی جماعتوں کے افراد اور ٹریڈ یونینوں کے عہدے داروں کے ساتھ ہو رہا ہے، اسی طرح کا سلوک، یونی ورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ کے ساتھ بھی روا رکھا جاتا ہے۔ طلبہ کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے ان کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور مستقبل بھی تاریک ہو جاتا ہے۔

برطانیہ میں موجود، مصر کے سفارت خانے نے، برطانوی حکومت سے درخواست کی کہ وہ اس کانفرنس کو منعقد ہونے کی اجازت نہ دے مگر جب وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے تو اپنے دو نمایندے کانفرنس میں شرکت کے لیے بھیج دیے۔ لارڈ نذیر احمد نے، مصری سفارت خانے کے ان نمایندوں کو، مصری حکومت کا دفاع کرنے اور سرکاری پالیسی کی تائید کرنے کے لیے، سٹیج پر آنے کی دعوت دی مگر وہ خاموش بیٹھے رہے (ماخوذ: ہفت روزہ المجتمع، کویت، عدد ۱۳۹۰، مارچ ۲۰۰۰ء)۔

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)